Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Social and Moral Importance of Chastity and Purity

عفت وعصمت کی سماجی اور اخلاقی اہمیت

Farhana Sabira
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Dr. Tahira Batool
Lecturer, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

Abstract
The concepts of Iffat and Ismat stand as the foundational bedrock for the moral, ethical, and social architecture of any thriving human civilization. In an era marked by rapid globalization, hyper-digitalization, and shifting ethical paradigms, the preservation of personal chastity and societal modesty has faced unprecedented challenges. This comprehensive research article explores the profound ethical and social significance of Iffat and Ismat from both humanistic and Islamic perspectives. Ethically these virtues act as an internal moral compass, cultivating self-discipline,spiritual elevation, emotional stability,and psychological tranquility within the individual. They prevent the degradation of human dignity by subordinating base physical instincts to intellectual and spiritual wisdom. Socially, Iffat and Ismat serve as indispensable pillars for safeguarding the institution of the family the fundamental unit of society. By preserving lineage purity, fostering mutual trust between spouses, and curbing rampant social vices such as adultery, exploitation, and moral corruption, these values cultivate a safe, harmonious, and empathetic communal environment. Furthermore, the paper critically examines modern socio-cultural challenges, including media influence, Through a rigorous contextual analysis of religious texts, psychological Findings, and sociological observations this study demonstrates that adherence to modesty and chastity is not a regressive restriction, but a progressive, protective mechanism for individual liberation and civilizational survival. Ultimately, the article proposes viable educational, spiritual, and social strategies to revive these timeless virtues among the youth, advocating for systemic reforms in educational curricula, media narratives, and parental upbringing to restore moral equilibrium in contemporary society.

***Keywords**: Iffat, Ismat, Chastity, Modesty, Moral Integrity, Social Stability, Islamic Ethics, Family*

1۔ مقدمہ

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اقوام وملل کا عروج وزوال صرف معاشی اور تکنیکی اسباب پر منصر نہیں رہا، بلکہ ان کے اخلاقی رویے اس میں محوری کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ انسانی معاشرے کا قیام اور اس کا استحکام صرف مادّی ترقی صنعتی پیش رفت یا جدید تکنیکی وسائل کا مرہونِ منت نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقی بنیاد ان اخلاقی اقدار پر قائم ہے جو انسان کو حیوانی جبلّتوں سے بلند کر کے انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتی ہیں۔

انہی بنیادی اخلاقی اقدار میں عفت اور عصمت کو وہ محوری اور مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے گرد پورا انسانی معاشرہ طواف کرتا ہے۔

حیوان اپنی بنیادی اور نفسانی خواہشات کی تسکین کے لیے کسی اخلاقی ضابطے یا حد بندی کا پابند نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس، انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل، شعور اور اخلاقی حس عطا کی ہے۔ عفت وعصمت انسان کے اندر وہ قوتِ ضبط (Self-Control) پیدا کرتی ہیں جو اسے محض نفسانی تقاضوں کی پیروی سے روک کر ایک باوقار اور متوازن زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہیں۔ اگر کسی معاشرے سے عفت وحیا کا عنصر منہا کر دیا جائے تو وہاں انسان اور حیوان کا فرق دھندلا جاتا ہے۔

عفت و عصمت کا تعلق صرف ظاہری رویوں سے نہیں بلکہ انسان کی باطنی اور نفسیاتی صحت سے بھی ہے۔ غیر اخلاقی اور بے ہودہ ماحول انسان کو شدید داخلی اضطراب، انتشارِ فکر اور جرم کے احساس میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کے برعکس، پاکدامنی اور حیا پر مبنی زندگی انسان کو وہ قلبی اطمینان اور باطنی پاکیزگی عطا کرتی ہے جو ایک صحت مند اور متوازن شخصیت کی تشکیل کے لیے لازمی ہے۔ عفت و عصمت محض ایک انفرادی فضیلت یا ذاتی پسند و ناپسند کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ پورے سماجی نظام، خاندانی ساخت اور انسانی وقار کی ضامن ہیں۔

- **خاندان کی بنیاد:** خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ جب تک اس بنیاد میں باہمی وفاداری، حرمت اور پاکدامنی نہ ہو، خاندانی نظام مضبوط نہیں ہو سکتا۔
- **نسب کی حفاظت:** عصمت کا سب سے بڑا سماجی مقصد "حفاظتِ نسب" ہے تاکہ معاشرے میں نسبی اختلاط نہ ہو اور نسلِ نو کو ایک محفوظ اور باعتماد خاندانی شناخت مل سکے۔

جس طرح کسی عمارت کی مضبوطی اور اس کی پائیداری اس کی بنیادوں کی پختگی پر منحصر ہوتی ہے، بالکل اسی طرح کسی معاشرے کی پاکیزگی، امن اور صحت مند بقا کا انحصار اس کے افراد کی پاکدامنی، حیا اور اخلاقی خودداری پر ہوتا ہے۔ جب معاشرے میں حیا کا پاس باقی رہتا ہے تو جنسی جرائم، سماجی بگاڑ اور خاندانی انتشار جیسے مہلک مسائل خود بخود دم توڑ دیتے ہیں۔

2۔ عفت و عصمت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

الف) عفت

- **لغوی معنی:** عربی زبان میں "عفّت" کے معنی رک جانے، بچنے اور حرام یا ناپسندیدہ چیزوں سے نفس کو روکنے کے ہیں۔
- **اصطلاحی معنی:** علمِ اخلاق میں عفت سے مراد نفس کی وہ قوت اور صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنی شہوانی اور نفسانی خواہشات کو عقل اور شریعت کے تابع بناتا ہے۔

ب) عصمت

لغوی معنی: عصمت کے لغوی معنی بچاؤ، حفاظت، یا گناہ سے محفوظ رہنے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: اخلاقی اور مذہبی تناظر میں عصمت سے مراد انسان کا گناہوں، برائیوں اور باطنی و ظاہری آلودگیوں سے پاک رہنا ہے۔

عفت انسان کا اندرونی جذبہ و ضبطِ نفس ہے، جبکہ عصمت اس کا عمل اور اس کا نتیجہ ہے جو انسان کے کرداری وقار کو ظاہر کرتا ہے۔[1]

3۔ عفت و عصمت کے اخلاقی پہلو

اخلاقی نقطہ نظر سے عفت و عصمت انسانی شخصیت کو نکھارنے اور انسان کو روحانی و نفسیاتی طور پر متوازن بنانے میں درج ذیل کردار ادا کرتی ہے۔

I. ضبطِ نفس اور تسلط:

ضبطِ نفس انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا وہ بنیادی ستون ہے جو اسے نفسانی خواہشات کی بے لگام غلامی سے نجات دلا کر حقیقی آزادی سے ہم کنار کرتا ہے۔ جب انسان عفت و پاکدامنی کو اپنا شعار بناتا ہے، تو اس کے اندر خواہشات کی باگ ڈور کو سنبھالنے کی وہ داخلی قوت پیدا ہوتی ہے جو اسے وقتی لذتوں اور جذبات کی رو میں بہنے سے روکتی ہے۔ حقیقی آزادی یہ نہیں کہ انسان اپنی ہر خواہش کے آگے گھٹنے ٹیک دے، بلکہ اصل حریت اور خودمختاری یہ ہے کہ انسان اپنی عقل، شریعت اور اخلاقی اصولوں کو اپنے نفس پر مسلط کر کے ان کا حاکم بن جائے۔ جو شخص اپنے جذبات پر کنٹرول رکھنا سیکھ لیتا ہے، وہی معاشرے میں ایک مضبوط، باوقار اور قابلِ اعتماد کردار کا مالک بن کر ابھرتا ہے۔ عفت انسان کو اندرونی طور پر اتنا مضبوط بنا دیتی ہے کہ وہ باہر کے برے ماحول، منفی ترغیبات اور نفسانی وسوسوں کے سامنے کبھی بے بس نہیں ہوتا۔ یہ ضبطِ نفس انسان کی شخصیت میں وہ پختگی اور توازن پیدا کرتا ہے جس سے اس کے فیصلوں میں سنجیدگی اور رویوں میں اعتدال آتا ہے۔ آخرکار، اپنے نفس اور خواہشات پر تسلط حاصل کرنے والا ہی انسان حقیقت میں اپنے وجود کا مالک ہوتا ہے اور یہی کرداری عظمت اس کے روشن مستقبل اور معاشرتی احترام کی ضامن بنتی ہے۔[2]

II. باطنی پاکیزگی اور نفسیاتی سکون:

باطنی پاکیزگی اور نفسیاتی سکون انسان کی روحی اور جذباتی صحت کا وہ انمول اثاثہ ہیں جو اسے بیرونی دنیا کے تمام دباؤ کے باوجود اندر سے مطمئن رکھتی ہیں۔ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے حیا اور پاکدامنی کا ایک ایسا قدرتی نظام رکھا ہے جو برائی اور بے حیائی کے سامنے فوراً بے چین ہو جاتا ہے۔ جب کوئی انسان گناہ، بے حیائی یا غیر اخلاقی رویوں کا راستہ اختیار کرتا ہے، تو بظاہر وہ کچھ دیر کے لیے نفسانی لذت حاصل کر لیتا ہے، مگر اس کے نتیجے میں اس کا ضمیر اسے اندر سے ملامت کرنے لگتا ہے۔ یہ ملامت

اس کے اندر شدید ترین جرم کا احساس، نفسیاتی الجھن اور ایک نا ختم ہونے والا باطنی اضطراب پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے بر عکس، عفت و عصمت کی زندگی انسان کے اندر ایک عجیب و غریب روحانی روشنی اور اطمینانِ قلب بھر دیتی ہے۔ پاکدامن انسان کا ضمیر پاک اور صاف ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے نفسیاتی بوجھ، خوف اور شرمندگی سے آزاد ہو کر جیتا ہے۔ یہ داخلی پاکیزگی انسان کے اعصاب کو سکون دیتی ہے اور اس کے اندر مثبت سوچ، تعمیری توانائی اور ذہنی توازن کو فروغ دیتی ہے۔ جب انسان کا باطن پاک ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر ایک قدرتی وقار اور شخصیت میں اطمینان جھلکتا ہے جو دنیا کی کوئی مادّی نعمت خرید نہیں سکتی۔ بالآخر، عفت و عصمت کی یہ زندگی انسان کو اپنے خالق سے جوڑتی ہے، جس کے نتیجے میں اسے وہ حقیقی قلبی سکون حاصل ہوتا ہے جو انسانی روح کی سب سے بڑی تلاش ہے۔

III. عزتِ نفس اور خودداری

عزتِ نفس اور خودداری انسانی شخصیت کا وہ گرانقدر زیور ہیں جو انسان کو معاشرے میں ممتاز اور باوقار بناتے ہیں۔ جو انسان اپنی پاکدامنی کا تحفظ کرتا ہے اور دوسروں کی عصمت کا بھی دل سے احترام کرتا ہے، اس کا ضمیر مکمل طور پر شفاف اور بوجھ سے آزاد ہوتا ہے۔ یہی شفافیت اسے یہ جرات اور حوصلہ دیتی ہے کہ وہ کسی بھی محفل یا معاشرے میں سر اٹھا کر اور نظریں ملا کر جی سکے۔ پاکدامن انسان کبھی کسی کے سامنے شرمندگی، خفت یا رسوائی کے خوف میں مبتلا نہیں ہوتا کیونکہ اس کا کردار داغ دار نہیں ہوتا۔ اس کے بر عکس، جو شخص اخلاقی حد بندیاں توڑتا ہے اور بے حیائی کا مرتکب ہوتا ہے، وہ داخلی طور پر اندر سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی عزتِ نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ پاکدامنی اور عفت انسان کے اندر خودداری کا ایک ایسا خودکار نظام پیدا کرتی ہیں جو اسے ہر قسم کے سستے سمجھوتوں اور گراوٹ سے بچاتی ہے۔ ایسا انسان دوسروں کی نگاہوں میں ہی نہیں بلکہ اپنی نظروں میں بھی محترم ہو جاتا ہے، اور یہی خودتوقیری اس کی شخصیت میں بے پناہ وقار پیدا کرتی ہے۔ معاشرہ بھی ایسے ہی پاکباز اور بااخلاق انسان کو عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتا اور اس پر اعتماد کرتا ہے۔ بالآخر، عفت و عصمت سے حاصل ہونے والی یہ خودداری انسان کو کسی کا محتاج بنائے بغیر حقیقی معنوں میں ایک آزاد، باوقار اور بااثر شخصیت کا مالک بنا دیتی ہے۔[3]

3۔ عفت و عصمت کے سماجی پہلو

سماجی لحاظ سے عفت و عصمت وہ بنیاد ہے جس پر ایک صحت مند اور محفوظ معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اس کے اہم سماجی فوائد درج ذیل ہیں:

I. خاندانی نظام کا استحکام

خاندان کسی بھی انسان دوست اور متمدن معاشرے کی سب سے بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس کی مضبوطی پر ہی پورے اجتماعی نظام کی پائیداری کا انحصار ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کا خاندانی نظام انتشار یا بگاڑ کا شکار ہو جائے تو پورا سماجی شیرازہ بکھر جاتا ہے اور معاشرہ اخلاقی و نفسیاتی تباہی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اس خاندانی عمارت کی سب سے مضبوط بنیاد عفت و عصمت، پاکدامنی اور حیا کی اقدار ہیں۔ عفت و عصمت شوہر اور بیوی کے مقدس رشتے میں ایک دوسرے کے لیے کامل وفاداری، قلبی اعتماد اور بے لوث محبت کی فضا قائم کرتی ہیں۔ جب میاں بیوی ایک دوسرے کی عصمت کے محافظ بنتے ہیں اور اخلاقی حدود کی پاسداری کرتے ہیں، تو ان کا گھر شک، بدگمانی اور ناچاقی جیسے دامن گیر خدشات سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہی اعتماد اور ذہنی سکون خاندانی زندگی میں پائیداری لاتا ہے، جس کے نتیجے میں طلاق اور علیحدگی کی شرح میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔ ایک پاکدامن اور بااعتماد ماحول میں پرورش پانے والے بچے بھی نفسیاتی طور پر متوازن، بااخلاق اور ذمہ دار شہری بن کر ابھرتے ہیں۔ عفت و عصمت کی بدولت گھر محض اینٹ پتھر کا مکان نہیں رہتا بلکہ الفت، امن اور سکون کا حقیقی گہوارہ بن جاتا ہے۔ بالآخر، جب گھروں میں سکون اور پائیداری آتی ہے تو یہی استحکام پورے معاشرے کو ایک مضبوط، محفوظ اور باوقار سماج کی شکل عطا کرتا ہے۔[4]

II. تحفظِ نسب:

تحفظِ نسب انسانی تہذیب، قانون اور اخلاقیات کی بقا کا ایک انتہائی اہم اور بنیادی ستون ہے جس پر خاندانی اور معاشرتی ساخت کا پورا دارومدار ہوتا ہے۔ اسلامی شریعت اور دنیا کے تمام عقلِ سلیم پر مبنی قوانین کا ایک بنیادی مقصد انسان کے نسب کی حفاظت کرنا ہے تاکہ نسلی پاکیزگی اور خاندانی شناخت برقرار رہے۔ جب کسی معاشرے میں عفت و عصمت کا پاس نہ رہے اور بے راہ روی عام ہو جائے تو نسب خلط ملط ہو جاتے ہیں، جس سے خاندان کا بنیادی خاکہ ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں سب سے بڑا ظلم بے گناہ بچوں پر ہوتا ہے، جن کا مستقبل، شناخت اور نفسیاتی تربیتی ماحول شدید متاثر ہوتا ہے۔ جب بچے کو اپنی اصل خاندانی شناخت اور باپ کی شفقت کا پتہ نہیں ہوتا تو وہ شدید نفسیاتی الجھنوں اور سماجی محرومیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شرعی اور قانونی حقوق جیسے وراثت کی تقسیم، مالی کفالت اور دیگر خاندانی حقوق کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہو جاتا ہے، جس سے معاشرتی نزاعات اور مقدمے جنم لیتے ہیں۔ عفت و عصمت ہر فرد کو ایک واضح، باوقار اور شرعی شناخت عطا کرتی ہے جس سے خاندان کے ہر رکن کے حقوق محفوظ رہتے ہیں۔ ایک محفوظ نسب ہی بچے کو صحیح خاندانی تربیت، محبت اور پرورش کا ماحول فراہم کرتا ہے جو اس کی شخصیت کی تعمیر کے لیے ضروری

ہے۔ بالآخر، نسب کی حفاظت ہی وہ بنیادی ضامن ہے جو معاشرے کو انتشار، ابلاغی ابتری اور خاندانی بگاڑ سے بچا کر ایک مضبوط اور منظم سماج کی صورت میں قائم رکھتی ہے۔[5]

III. معاشرتی جرائم کا خاتمہ اور امن کا قیام

معاشرتی امن اور شہریوں کی سلامتی کا سیدھا تعلق اس ماحول سے ہے جو کسی سماج میں اخلاقی اقدار اور حیا سے تشکیل پاتا ہے۔ بے حیائی، عریانیت اور فواحش کا فروغ دراصل زنا، جنسی ہراسانی، عصمت دری اور دیگر سنگین اخلاقی و سماجی جرائم کی بنیادی جڑ بنتا ہے۔ جب ایک معاشرے میں نامحرم کے احترام اور اخلاقی حدبندیوں کو پامال کیا جاتا ہے، تو انسان کی نفسانی خواہشات بے لگام ہو کر قانون اور اخلاق دونوں کی دھجیاں اڑا دیتی ہیں۔

اس کے برعکس، جب کسی سماج میں عفت و عصمت کا فروغ ہوتا ہے اور افرادِ معاشرہ اپنی نگاہوں اور کردار کی حفاظت کو اپنا شعار بناتے ہیں، تو جنسی جرائم کے محرکات اور اسباب خود بخود دم توڑ دیتے ہیں۔

- **خواتین کا تحفظ:** عفت کا ماحول خواتین کے لیے ایک مضبوط اور خودکار حفاظتی حصار فراہم کرتا ہے۔
- **خوف سے آزادی:** جب معاشرے میں باہمی احترام اور پاکدامنی کی فضا قائم ہوتی ہے تو خواتین کے لیے تعلیم، ملازمت اور دیگر بنیادی ضرورتوں کے لیے باہر نکلنا بالکل محفوظ اور بے خوف ہو جاتا ہے۔
- **پائیدار امن:** یہ ماحول صنفِ مخالف کو شہوانی نظروں کے بجائے عزت، وقار اور ایک معزز شہری کے طور پر دیکھنے کا رویہ پیدا کرتا ہے، جس سے پورا طبقاتی اور معاشرتی نظام امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔[6]

IV. روگ اور طبی بیماریوں سے بچاؤ

طبی اور سائنسی نقطہ نظر سے بھی عفت و عصمت انسانی صحت اور بقا کی سب سے بڑی ضامن ہے۔ تاریخ اور جدید طبی تحقیقات اس بات پر متفق ہیں کہ غیر اخلاقی، بے راہ رو اور آزادانہ جنسی تعلقات پر مبنی زندگی انسان کو ہلاکت خیز اور مہلک بیماریوں کے منہ میں دھکیل دیتی ہے۔

بے حیائی کے نتیجے میں جنم لینے والی بیماریاں جیسے کہ ایڈز، آتشک، سوزاک اور دیگر وائرل و بیکٹیریل انفیکشنز نہ صرف انفرادی صحت کو تباہ کرتے ہیں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی منتقل ہو جاتے ہیں۔

- **طبی و اخلاقی حقیقت:** عفت و عصمت دراصل وہ واحد فطری و اخلاقی ویکسین ہے جو انسان کو ان تمام طبی اور جسمانی ہلاکتوں سے مکمل تحفظ فراہم کرتی ہے۔
- **جسمانی صحت اور نظامِ مناعت:** جب انسان اپنی زناشوئی اور ازدواجی زندگی کو صرف اپنے پاکدامن شریکِ حیات تک محدود رکھتا ہے، تو وہ مہلک جراثیم اور وائرس کے پھیلنے کے تمام راستے بند کر دیتا ہے۔
- **نسلِ نو کا تحفظ:** عفت پر مبنی زندگی گزارنے سے نہ صرف موجودہ فرد کی جسمانی و نفسیاتی صحت محفوظ رہتی ہے، بلکہ نئی نسل بھی وراثتی اور مہلک امراض سے پاک پیدا ہوتی ہے[7]

معاشی و طبی بوجھ میں کمی: یہ پاکیزہ رویہ پورے ہیلتھ کیئر سسٹم کو ان خطرناک بیماریوں کے معاشی اور علاج معالجے کے بوجھ سے بچاتا ہے۔ بالآخر، عفت و عصمت انسانی جسم و روح دونوں کی صفائی، طہارت اور صحت مند بقا کا واحد اور سب سے معتبر راستہ ہے۔

4۔ قرآنِ کریم کی روشنی میں عفت و عصمت

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر پاکدامن مردوں اور عورتوں کی تعریف کی گئی ہے اور ان کے لیے دنیا و آخرت میں عظیم اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔

I. مومنین کی کامیابی کی بنیادی علامت

سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ نے سچے اور کامیاب مومنوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں، ان میں عفت کو نمایاں مقام دیا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ[8]

ترجمہ: اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

II. نگاہوں کی حفاظت

بے حیائی کی شروعات بدنظری سے ہوتی ہے، اس لیے قرآن نے سب سے پہلے مرد اور عورت دونوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ[9]

ترجمہ: مؤمن مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔

III. مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ

سورۃ الأحزاب میں اللہ تعالیٰ نے پاکدامن مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[10]

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں... اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

IV. بے حیائی کے قریب بھی نہ جانے کی ہدایت

قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا[11]

ترجمہ: اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، بے شک وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے

5۔ احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں عفت و عصمت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال اور عمل کے ذریعے امّت کو حیا اور پاکدامنی کی شدید تاکید فرمائی ہے۔

I. جنت کی ضمانت

نبی کریم ﷺ نے عفت و عصمت کی پاسداری کرنے والوں کو خود اپنی طرف سے جنت کی ضمانت دی ہے

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ[12]

ترجمہ: جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

II. حیا ایمان کا حصہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے حیا اور ایمان کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیا۔

الْحَيَاءُ وَالإِيمَانُ قُرِنَا جَمِيعًا ، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الآخَرُ[13]

حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

III. قیامت کے دن عرش کا سایہ

قیامت کے ہولناک دن میں جہاں کوئی سایہ نہیں ہوگا، وہاں پاکدامن نوجوان کو اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

سول اللہ ﷺ نے ان سات افراد کا ذکر فرمایا جنہیں عرش کا سایہ ملے گا، ان میں ایک وہ شخص ہے:

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ[14]

ترجمہ: جسے کسی بااثر اور خوبصورت عورت نے گناہ (بدکاری) کی دعوت دی اور اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

IV. عفت کی دعا

نبی اکرم ﷺ خود بھی اللہ تعالیٰ سے عفت و پاکدامنی کی دعا مانگا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی سکھاتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى[15]

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت (پاکدامنی) اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

5۔ عفت و عصمت کو درپیش جدید چیلنجز

جدید دور میں سائنسی اور تکنیکی ترقی نے جہاں انسان کو بے شمار سہولیات فراہم کی ہیں، وہاں اخلاقی اور سماجی قدروں، بالخصوص عفت و عصمت کے تحفظ کو انتہائی شدید اور پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے۔

آج حیا اور پاکدامنی کے تصور پر براہِ راست نظریاتی، ثقافتی اور تکنیکی حملہ ہو رہا ہے۔ ان جدید چیلنجز کا تفصیلی اور تحقیقی جائزہ درج ذیل اہم نکات میں پیش ہے۔

I. **میڈیا اور سوشل میڈیا کی عریانیت و فحاشی**

- **فحش مواد تک آسان رسائی:** اسمارٹ فون اور تیز رفتار انٹرنیٹ نے فحش مواد کو ہر فرد، بالخصوص نوجوانوں اور بچوں کی پہنچ میں کر دیا ہے۔ یہ مواد انسانی ذہن کو آلودہ کر کے اس کی اخلاقی حس کو مفلوج کر دیتا ہے۔
- **بے حیائی کو نارمل بنانا :** ڈراموں، فلموں، گانوں اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز (ٹک ٹاک، انسٹاگرام وغیرہ) کے ذریعے عریانیت، غیر اخلاقی تعلقات، اور فیشن کے نام پر بے ہودگی کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اب برائی کے بجائے ایک عام اور مقبول طرزِ زندگی معلوم ہونے لگا ہے۔
- **اور نامحرم تعلقات:** سوشل میڈیا چیٹنگ، ڈیٹنگ ایپس اور آن لائن دوستی نے نامحرم کے درمیان حیا کے پردے کو ختم کر دیا ہے، جو بعد میں عملی بے راہ روی اور بلیک میلنگ جیسے سنگین مسائل کا سبب بنتا ہے۔[16]

II. **مغربی تہذیب اور الحاد/ لبرلزم کی نظریاتی یلغار**

مغرب سے اٹھنے والے فکرِنَو نے حیا اور عفت کے بنیادی تصورات پر سوالات اٹھائے ہیں:

- **مطلق فردی آزادی:** اس نظریے کے تحت انسان کو اپنے جسم کا مکمل مالک قرار دے کر اخلاقی حد بندیوں کو "آزادیِ اظہار" اور شخصی آزادی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔
- **حیا کو معصومانہ یا پرانا تصور قرار دینا:** مغربی فکر میں عفت و عصمت کی پاسداری کو "قدامت پسندی، تاریک خیالی یا خواتین کی آزادی پر پابندی سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ بے باکی کو روشن خیالی اور ترقی پسندانہ سوچ کا نام دیا جاتا ہے۔
- **ہم جنس پرستی اور غیر فطری تعلقات:** جدید مغربی دنیا میں ہم جنس پرستی اور دیگر غیر فطری جنسی تعلقات کو قانونی اور سماجی تحفظ دیا جا رہا ہے، جو عفت و عصمت اور خاندانی ساخت کی جڑوں پر کھرا وار ہے۔[17]

III. **مخلوط نظام اور اخلاقی حدود کا خاتمہ**

تعلیمی اداروں اور کاری جگہوں پر اسلامی اور اخلاقی آداب سے لاپرواہی ایک بڑا چیلنج بن چکی ہے:

- **حدود و قیود سے ناواقفیت:** مخلوط ماحول خود ناگزیر ہو سکتا ہے، لیکن وہاں نگاہ کی حفاظت (غضِ بصر)، لباس کے شرعی آداب اور گفتگو میں متانت و سنجیدگی کے اصولوں کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔
- **جنسی ہراسانی اور ناخوشگوار واقعات:** جب مخلوط ماحول میں حیا کی سرحدی لکیریں مٹ جاتی ہیں تو دفاتر اور تعلیمی اداروں میں جنسی ہراسانی، بلیک میلنگ اور اخلاقی گراوٹ کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا ہے۔

IV. **تاخیرِ نکاح اور معاشی و سماجی رکاوٹیں**

معاشرتی اور معاشی حالات نے بھی عفت کے تحفظ کو مشکل بنا دیا ہے:

بڑھتے ہوئے اخراجات اور بے جا رسومات: جہیز کی لعنت، فضول خرچی اور شادی کے بھاری اخراجات کی وجہ سے نوجوانوں کی شادی کی عمریں 30 سے 35 سال تک پہنچ جاتی ہیں۔

جذبات کا اشتعال اور جائز راستے کی بندش: ایک طرف میڈیا کے ذریعے جنسی جذبات کو مسلسل اشتعال دیا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف نکاح جیسے پاکیزہ اور جائز راستے کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔ یہ تضاد نوجوانوں کو ناپاک اور غیر اخلاقی راستے منتخب کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

V. **فیشن انڈسٹری اور لباس کی عریانیت**

جدید فیشن انڈسٹری نے لباس کا بنیادی مقصد (ساتر ہونا اور جسم کو ڈھانپنا) ختم کر دیا ہے:

چست اور باریک لباس: ایسا لباس جو ڈھانپنے کے بجائے جسمانی اعضاء کی نمائش کرے، فیشن کے نام پر عام کیا جا رہا ہے۔

حجاب و پردے کا استہزاء: عفت و حیا کے علامت یعنی حجاب اور پردے کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے یا اسے محض ایک آرائشی چیز بنا کر اس کی روح اور مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

6۔ فروغِ عفت کے لیے عملی تدابیر و تجاویز

I. خاندانی اور تربیتی سطح پر تدابیر

خاندان ہر بچے کی پہلی اور سب سے مؤثر تربیت گاہ ہوتا ہے، اس لیے کسی بھی معاشرے میں عفت و عصمت کے فروغ اور اخلاقی اصلاح کا حقیقی آغاز گھر کی آغوش ہی سے ہونا ممکن ہے۔ بچوں میں بالکل ابتدائی عمر ہی سے حیا، ساتر لباس، پردے کے اہتمام، نامحرم کے شرعی آداب اور نگاہوں کی حفاظت کا شعور بیدار کرنا چاہیے تاکہ حیا ان کی فطرت اور شخصیت کا مستقل حصہ بن جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ ڈیجیٹل دور میں والدین کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو اسمارٹ فون یا انٹرنیٹ فراہم کرتے وقت ان کی آن لائن سرگرمیوں، دوستانہ حلقوں اور استعمال شدہ ایپس پر کڑی مگر دوستانہ اور شفقت آمیز نظر رکھیں تاکہ وہ کسی اخلاقی گراوٹ یا منفی اثرات کا شکار نہ ہوں۔ مزید برآں، گھر کا داخلی ماحول بالکل پاکیزہ اور اخلاقی طور پر معطر ہونا چاہیے جہاں عریانیت و فحاشی پر مبنی ڈراموں، فلموں، گانوں یا لغو گفتگو کی مکمل حوصلہ شکنی کی جائے اور دینی و اخلاقی اقدار کو عملی طور پر اہمیت دی جائے، کیونکہ جب بچہ گھر میں حیا اور پاکیزگی کا ماحول دیکھتا ہے تو وہ باہر کی دنیا کے ہر قسم کے اخلاقی بگاڑ سے محفوظ رہتا ہے۔[18]

II. شادی اور نکاح کے عمل کو آسان بنانا

شادی اور نکاح کا عمل انسان کو عفت و عصمت پر مبنی باوقار زندگی فراہم کرنے کا سب سے بڑا، موثر اور مسنون ذریعہ ہے۔ معاشرے میں پاکدامنی کے فروغ اور بے راہ روی کے سدِباب کے لیے ضروری ہے کہ نکاح کو آسان تر بنایا جائے۔ اس مقصد کے لیے معاشرتی اور اجتماعی سطح پر جہیز کی لعنت، ولیمے اور شادی کی دیگر تقاریب میں بے جا فضول خرچیوں اور رسم و رواج کا مکمل بائیکاٹ کیا جانا چاہیے تاکہ غریب اور متوسط طبقے کے نوجوان بھی بلا تاخیر اور بغیر کسی معاشی بوجھ کے بروقت شادی کے مقدس بندھن میں بندھ سکیں۔ مزید برآں، اعلیٰ تعلیم، کیریئر یا روزگار کے لیے یکسر معاشی استحکام حاصل کرنے جیسے نام نہاد بہانوں کی بنیاد پر شادی کی عمر میں بے جا تاخیر کے رجحان کو ختم کرنا ہوگا، کیونکہ جب شریعت اور فطرت کے بتائے ہوئے جائز راستے کو کٹھن بنا دیا جاتا ہے تو نوجوان غیر محسوس طریقے سے اخلاقی گراوٹ اور بے راہ روی کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ لہٰذا سادہ، کم خرچ اور بروقت نکاح کو بطورِ معاشرتی قدر فروغ دینا عفت و عصمت کی حفاظت اور ایک محفوظ و پرسکون خاندانی نظام کی تشکیل کا بنیادی ضامن ہے۔

III. علمی اداروں اور نصابِ تعلیم کی اصلاح

تعلیمی ادارے کسی بھی قوم کی نئی نسل کی فکری اور اخلاقی کردار سازی کے بنیادی مراکز ہوتے ہیں، اس لیے معاشرے میں عفت و عصمت کے فروغ کے لیے ان اداروں کی اصلاح بے حد ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصابِ تعلیم میں عفت و عصمت، سیرتِ طیبہ اور صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ اسوہ کو باقاعدہ اور موثر انداز میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ طلبہ و طالبات میں کرداری پختگی اور اخلاقی بیداری پیدا ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ، موجودہ دور کے تعلیمی اداروں اور ورک پلیسز (کاروباری و کاری جگہوں) پر اسلامی اور اخلاقی آداب کا ایک واضح اور باضابطہ ضابطہ اخلاق نافذ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس ضابطہ اخلاق میں شائستہ و ساتر لباس کی پابندی، پروقار اور سنجیدہ گفتگو کا اہتمام، اور نامحرم کے ساتھ تعامل کی اخلاقی حدود کا تعین شامل ہونا چاہیے، تاکہ تعلیمی و کاری ماحول کسی اخلاقی گراوٹ یا بے راہ روی کے بجائے احترام و قار اور تحفظ کا گہوارہ بن سکے۔[19]

IV. میڈیا اور سائبر ڈومین کے لیے اقدامات

میڈیا اور جدید سائبر ڈومین دورِ حاضر میں افکار اور رویوں کی تشکیل کے سب سے طاقتور ترین ذرائع ہیں، اس لیے ان کے مثبت اور تعمیری استعمال کے بغیر معاشرے میں عفت و عصمت کا قیام ممکن نہیں ہے۔ حکومت، پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی اور دیگر متعلقہ اداروں کی یہ قومی و اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ انٹرنیٹ پر موجود تمام فحش، غیر اخلاقی اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے والی ویب سائٹس، ایپس اور مواد پر مکمل اور سخت ترین پابندی عائد کریں۔ دوسری طرف، میڈیا انڈسٹری کی بھی اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ وہ محض تجارتی منافع کی دوڑ میں بے حیائی بیچنے کے بجائے ایسے معیاری ڈرامے، فلمیں، شارٹ ویڈیوز اور ڈیجیٹل مواد تیار کرے جو حیا، پاکدامنی، خاندانی محبت اور پاکیزہ کرداروں کی اہمیت و برکات کو اجاگر کریں۔ جب ابلاغی وسائل کو فحاشی کے پھیلاؤ کے بجائے مثبت اخلاقی اقدار کی بیداری کے لیے استعمال کیا جائے گا، تو یہ سائبر ڈومین نوجوان نسل کو اخلاقی گراوٹ سے بچا کر ان میں عفت و عصمت کے تحفظ کا جذبہ بیدار کرنے کا موثر ذریعہ بن جائے گا۔

V. انفرادی سطح پر عملی اقدامات

معاشرتی اصلاح اور عفت و عصمت کی بحالی کی عمارت میں ہر فرد کی اپنی ذات کی اصلاح سب سے پہلی بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ جب تک انفرادی سطح پر تبدیلی نہیں آئے گی، اجتماعی اصلاح ممکن نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے اندر ضبطِ نفس پیدا کرے اور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھنے (غضِ بصر)، اپنی

زبان کی حفاظت کرنے اور اپنے فکر و خیال کی طہارت کا پختہ عہد کرے؛ بالخصوص تنہائی میں اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے استعمال کے وقت خدا ترسی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے گناہ کے تمام تمام مواقع اور محرکات سے خود کو دور رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو روزانہ کی بنیاد پر اپنے گناہوں، بھول چوک اور خطاؤں پر سچے دل سے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے اور بارگاہِ الٰہی میں عفت و پاکدامنی کے حصول کے لیے مسنون دعاؤں کا ورد کرنا چاہیے، بالخصوص نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی یہ جامع دعا پڑھنی چاہیے۔[20]

7۔بحث و تمحیص (Discussion)

انفرادی یا روایتی اخلاقی عمل نہیں، بلکہ یہ پورے انسانی نظام کی اخلاقی، سماجی اور طبی بقا کا سب سے بنیادی ستون ہے۔ بحث کا پہلا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ انسان کا اخلاقی وجود اس کے اندرونی ضبطِ نفس سے قائم ہوتا ہے؛ جب انسان اپنی نگاہ، فکر اور اعضا کو بے لگام خواہشات کے حوالے کر دیتا ہے تو وہ اخلاقی طور پر مفلوج ہو کر اپنی عزتِ نفس اور حقیقی وقار کھو بیٹھتا ہے۔ اسلام نے تزکیہ نفس اور غضِ بصر کا جو حکم دیا ہے، اس کا اصل مقصد انسان کو اسی نفسیاتی غلامی سے آزاد کر کے ایک خوددار اور پختہ کردار شخصیت بنانا ہے۔ دوسرے اہم پہلو پر غور کیا جائے تو عفت و عصمت خاندانی نظام اور تحفظِ نسب کی واحد ضامن ہے۔ خاندانی عمارت کا پورا دارومدار میاں بیوی کے باہمی اعتماد، الفت اور پاکیزگی پر ہوتا ہے؛ جب معاشرے میں بے راہ روی عام ہوتی ہے تو نسب خلط ملط ہو جاتے ہیں طلاقوں کا تناسب بڑھتا ہے اور سب سے بڑا ظلم بے گناہ بچوں پر ہوتا ہے جن کی شناخت، وراثت، تربیت اور نفسیاتی نشوونما شدید متاثر ہوتی ہے۔ تیسرا اہم زاویہ معاشرتی امن اور خواتین کے تحفظ سے تعلق رکھتا ہے؛ جب کسی سماج میں حیا کا ماحول پروان چڑھتا ہے تو زنا، جنسی ہراسانی اور عصمت دری جیسے سنگین جرائم کے محرکات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں خواتین کو تعلیمی اور کاری میدانوں میں بغیر کسی خوف کے، ایک معزز شہری کے طور پر کام کرنے کا محفوظ ماحول میسر آتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے جدید تحقیقات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ عفت پر مبنی ازدواجی زندگی انسان کو ایڈز اور دیگر مہلک متعدی امراض سے تحفظ فراہم کرنے والی سب سے پہلی اور بنیادی اخلاقی ڈھال ہے۔ تاہم، موجودہ جدید دور میں ڈیجیٹل میڈیا پر فحش مواد کی آسان رسائی، مغرب کی مطلق آزادی کا فلسفہ، اور تعلیم و معاشی استحکام کے نام پر نکاح میں بے جا تاخیر وہ سنگین چیلنجز ہیں جنھوں نے حیا کے روایتی تصورات پر گہرا وار کیا ہے۔ ان چیلنجز کے حل کے لیے صرف نصیحت کافی نہیں، بلکہ خاندانی تربیت کی بحالی، نکاح کو سادہ اور آسان بنانے، تعلیمی نصاب میں سیرت کی شمولیت اور میڈیا کی اخلاقی حد بندی جیسے عملی اقدامات ضروری ہیں۔ بالآخر، یہ بحث اس حتمی نقطے پر منتج ہوتی ہے کہ کوئی بھی معاشرہ صرف مادّی وسائل کی بدولت پائیدار ترقی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے افراد میں عفت و عصمت کی پاکیزہ قدریں موجود نہ ہوں، لہٰذا حیا کے کلچر کا فروغ انفرادی، اجتماعی اور ریاستی سطح پر ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

8۔نتائج(Conclusion)

عفت و عصمت (پاکدامنی اور حیا) محض ایک روایتی صفت یا ضابطہ نہیں بلکہ یہ انسانیت کی بقا، باطنی سکون اور اخلاقی و سماجی عظمت کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلامی شریعت اور عقلِ سلیم دونوں نے عفت کو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا سب سے مضبوط حفاظتی حصار قرار دیا ہے۔ انفرادی سطح پر عفت و پاکدامنی انسان کے اندر خودداری، عزتِ نفس اور ضبطِ نفس کا وہ اعلیٰ معیار پیدا کرتی ہے جو اسے نفسانی خواہشات کی غلامی سے آزاد کر کے معاشرے میں سر اٹھا کر اور نظریں ملا کر جینے کا وقار اور ہمت عطا کرتا ہے۔ سماجی بنیادوں پر دیکھا جائے تو خاندان کسی بھی انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اور عفت و عصمت اس خاندانی عمارت کی سب سے پائیدار بنیاد ثابت ہوتی ہے، جو میاں بیوی کے درمیان الفت، خالص وفاداری اور قلبی اعتماد کو قائم رکھتی ہے۔ اس پاکیزہ ماحول کی بدولت طلاق اور خاندانی انتشار کی شرح میں نمایاں کمی آتی ہے اور گھر سکون، محبت اور امن کا حقیقی گہوارہ بن جاتے ہیں۔ مزید برآں، عفت و عصمت "تحفظِ نسب" جیسے بنیادی انسانی اور شرعی مقصد کی واحد ضامن ہے، جس کی بدولت بچوں کی خاندانی شناخت، وراثت، کفالت اور تربیتی حقوق مکمل طور پر محفوظ رہتے ہیں اور وہ ایک متوازن اور بااعتماد شخصیت کے مالک بن کر ابھرتے ہیں۔ امن و امان کے نقطہ نظر سے، جب معاشرے میں حیا اور غضِ بصر کا فروغ ہوتا ہے تو زنا، جنسی ہراسانی اور عصمت دری جیسے سنگین جرائم کے اسباب خود بخود دم توڑ دیتے ہیں، جس سے خواتین کے لیے تعلیمی و کاری میدان میں بے خوف ہو کر عزت کے ساتھ کام کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ سائنسی اور طبی اعتبار سے بھی عفت و عصمت انسان کو ایڈز، آتشک اور دیگر مہلک و وراثتی امراض سے تحفظ فراہم کرنے والی واحد فطری اور اخلاقی ڈھال کا کام کرتی ہے۔ لیکن موجودہ دور میں ڈیجیٹل میڈیا، عریانیت کی یلغار، الحاد و مغربی لبرلزم کے اثرات اور شادی کے عمل میں غیر ضروری معاشی تاخیر نے حیا کی قدروں کو انتہائی شدید چیلنجز کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ ان درپیش چیلنجز کا مقابلہ صرف زبانی باتوں سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے خاندانی تربیت کی بحالی، آسان اور کم خرچ نکاح کی ترغیب، نصابِ تعلیم میں سیرتِ طیبہ کی شمولیت، سائبر ڈومین اور میڈیا کی اخلاقی اصلاح، اور انفرادی سطح پر توبہ و ضبطِ نفس جیسے عملی اقدامات کو یکجا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ بالآخر، انسانی معاشرے کی حقیقی ترقی اور پائیداری صرف مادّی وسائل اور تکنیکی پیش رفت میں نہیں بلکہ اس کا اصل دارومدار اخلاقی پاکیزگی پر ہے۔ اگر ہم

اپنے سماج کو بدامنی، نفسیاتی بگاڑ اور اخلاقی تباہی سے بچانا چاہتے ہیں تو عفت و عصمت کی آبیاری کو انفرادی، دینی اور قومی فریضہ کے طور پر نافذ کرنا ہوگا تاکہ ایک باوقار اور محفوظ معاشرہ قائم ہو سکے۔

9۔ مصادر و مراجع

[1] اسلام میں عفت و عصمت کا مقام، اسجد قاسمی ندوی، جامعہ عربیہ امدادیہ، مراد آباد، یوپی، تاریخ اشاعت:1424ھ، ص:70

[12] سلام کا نظامِ عفت و عصمت، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، مکتبہ حجاز، لاہور، تاریخ اشاعت:1990ء ص:192

[3] اسلام کا نظامِ عفت و عصمت (تقابلی جائزہ)، محمد ظفیر الدین، لاہور: دارالاندلس، تاریخ اشاعت:2005ء، ص:201

[4] اسلامی اخلاقیات، سلیمان غلام مصطفیٰ، تاریخ اشاعت:2015ء، ص:95

[5] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، حجاب: پردہ اور عصمت کے شرعی و سماجی احکام، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 2018ء، ص:200

[6] اسلامی اخلاقیات اور ہماری زندگی، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارہ اسلامیات، کراچی، تاریخ اشاعت:2015ء، ص:190

[7] المسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1955ء، ص:250

[8] سورۃ المؤمنون، آیت :5

[9] سورۃ النور، آیت:30

[10] سورۃ الأحزاب، آیت 35

[11] سورۃ الإسراء، آیت:32

[12] بخاري، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، حدیث:6474

[13] لحاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الإیمان، حدیث:58، ص:73

[14] البخاري، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ینتظر الصلاۃ، حدیث:660

[15] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، حدیث:2721

[16] اسلام اور جدید ذرائع ابلاغ، مفتی محمد تقی عثمانی، تاریخ اشاعت:2005ء، ص:75

[17] اسلام اور جدید معاشرتی مسائل، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، تاریخ اشاعت:2000ء ص:250

[18] اسلام کا عائلی نظام، سید ابوالاعلیٰ مودودی، تاریخ اشاعت:2021ء، ص:235

[19] اسلام اور جدید ذرائع ابلاغ، مفتی محمد تقی عثمانی، تاریخ اشاعت:2005ء، ص:300

[20] اخلاقیاتِ اسلام، سید ابوالاعلیٰ مودودی، تاریخ اشاعت:1944ء، ص:95

SCRR